

## رسائل و مسائل

## استقاط، ماتم اور ختم کی شرعی حیثیت

از جناب ملک غلام علی صاحب ناظم شعبہ استفسارات

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین چند مسائل ذیل میں:

۱۔ ہمارے علاقہ میں عرصہ دوازہ سے ایک رسم ذیل چلی آرہی ہے کہ جب کوئی مرد عورت بالغ و نات پاجانا ہے تو اس کی سجات کے لیے بعد نماز جنازہ چند ایک علماء دائرہ کی صورت بنا کر بیٹھ جاتے ہیں اور وہ قرآن پاک جس کو جنازہ کے ساتھ لایا جاتا ہے اور قرآن پاک کے ساتھ جو کوئی مقرر کردہ نعت و رقم بھی رکھی جاتی ہے۔ اس کو دائرہ میں چکر کی طرح ایک دوسرے کی ہلک کرتے جاتے ہیں یہ چکر تین بار میں پورا کیا جاتا ہے اور بعد وہی مذکورہ رقم اس دائرہ میں امیر غریب قاضی علماء مفتی درویش تقسیم کی جاتی ہے اور پھر دعا کے ساتھ ختم کی جاتی ہے۔ اس رسم کو حیلہ کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے اور اس کو استقاط کا نام دیا جاتا ہے۔

۲۔ جب جنازہ اٹھا کر قبرستان لے لے جایا جاتا ہے تو اس وقت بھی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ مرد اور عورتیں قریب قریب ہو کر چلتی ہیں اور قبر پر حاضر ہو جاتی ہیں اور مرد جنازہ کرنے کے بعد جب دفن کے لیے میت کو قبر پر لاتے ہیں تو عورتیں وہاں بھی بن کر رہتی ہیں۔

۳۔ یہ بھی ایک رسم چلی آرہی ہے کہ جب کوئی وفات پاتا ہے تو درنا چاہے تیس ہوں یا بیوہ ہو امیر ہو یا غریب ہو۔ گھر کا مال ہو یا قرضہ اٹھا کر عام کھانا پکایا جاتا ہے جس دن کہ وفات کا دن ہوتا ہے وہ کھانا امیر غریب، امیر نیردار، علماء قاضی سب کھاتے ہیں اور اس کو خیرات کا نام

دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس دن ماتم والوں کو کھانا کھلانا ضروری ہے۔

ان تمام مذکورہ رسومات و تہنیتوں میں جو آدمی شرکت نہ کرے تو اس پر غیر مفقود کا فتویٰ لگا کر عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ عام لوگوں کا یہ مطالبہ ہے کہ مذکورہ رسومات اگر قرآن اور حدیث کے منافی ہیں تو مکمل فتویٰ منگو اگر ہم کو مطمئن بنایا جائے۔ آپ کا ادارہ ایک دینی ادارہ ہے اور تمام پاکستان میں آپ کا فتویٰ جاری ہوتا ہے۔

ساتھ ساتھ کو قرآن و حدیث اور فقہ کی روشنی میں مفصل تحریر فرما کر ثواب دین حاصل کریں اور اصرار رہے کہ ہمارا مسلک حنفی ہے۔

## جواب :-

۱۔ مروجہ حیلہ اسقاط کے حق میں کوئی ثبوت یا دلیل کتاب و سنت، آثار صحابہ یا اقوال فقہاء میں مذکور نہیں۔ مستفسر نے لکھا ہے کہ ہمارا مسلک حنفی ہے۔ اس لیے براہ راست کتاب و سنت سے عمومی دلائل کو سر دست بیان نہ کرتے ہوئے اور اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف فقہی حوالہ جات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں فقہ حنفی کی مشہور کتاب رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب تصناء لقوات، مطلب فی اسقاط الصلوٰۃ عن المیت کے تحت علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:-

ثم اعلم انه اذا اولى بفدية الصوم يحكم بالجو ز قطعاً لانه منصوص عليه - واما اذا الميوس فتطوع بها الوارث فقد قال محمد في الزيادات انه يجوز ان يشاء الله تعالى - فعلق الاجزاء بالمشية لعدم النص، وكذا علقه بالمشية فيما اولى بفدية الصلوة لانهم المحققون بالصوم احتياطاً لاحتمال كون النص فيه معلولاً بالعجز فتشمل العلة الصلوة وان لم يكن معلولاً تكون الفدية بربا مبتدأ يصلح ماحيا للشيء فكان قيمها شبهة، كما اذا الميوس بفدية الصوم فلذا اجزم محمد بالادلة ولو يجزم بالآخرين، فاعلم انه اذا الميوس بفدية الصلوة فالشبهة اقوى.

ترجمہ :- پھر جان لو کہ جب مرند والے نے فدیہ صوم کی وصیت کی ہو تو اس میں قطعی جواز کا حکم

لگا یا جائے گا کیونکہ یہ فیہ شرعاً منصوص ہے۔ لیکن جیب اُس نے وصیت نہ کی ہے اور وارث اُس کی طرف سے رضا کا مانہ طور پر فیہ میں تب بھی امام محمد نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہ مفید ہوگا۔ یہاں انہوں نے انشاء اللہ کا لفظ اس لیے کہا ہے کہ اس صورت میں نص موجود نہیں ہے۔ اسی طرح اگر فدیہ صلوٰۃ کے معاملے میں وصیت بھی کی گئی ہو تو اُس کو فقہاء نے احتیاطاً روز سے ملحق کیا ہے۔ کیونکہ روزہ نہ رکھنے میں عجز کی علت (یعنی روزہ نہ رکھ سکنے کی وجہ) نص حدیث میں موجود ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ علت نماز کو بھی شامل کر لے اگرچہ علت موجود نہ ہو۔ یعنی اگر نماز کا نماز پڑھنا بہ بنائے علت نہ تھا تو ہو سکتا ہے کہ یہ برائیوں کا کفارہ ہو جائے۔ لیکن اس میں شبہ موجود ہے، جس طرح کہ فدیہ صوم کی اگر وصیت نہ کی گئی ہو۔ اس لیے امام محمد نے فدیہ صوم کی وصیت کی صورت میں تو بجزم کے ساتھ جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ لیکن روزے یا نماز کی وصیت نہ ہونے کی صورت میں بجزم کا فتویٰ نہیں دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر فدیہ صلوٰۃ کی وصیت مرنے والے نے نہ کی ہو تو اس فدیہ کا مشتبہ ہونا زیادہ توی اور راجح ہے۔

اس سے بحث سے یہ معلوم ہوا کہ اول تو فدیہ کا حکم صرف روزے سے متعلق ہے، جن لوگوں نے اس حکم کو فوت شدہ نمازوں پر بھی منطبق کیا ہے، انہوں نے بھی اس میں شک و شبہ کا ساتھ ہی اظہار کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں فدیہ یا کفارہ جو کچھ بھی تجویز کیا گیا ہے وہ اسی کتاب کے متن درمختار میں موجود ہے جس کی یہ کتاب شرح ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں کہ ”ولو مات و علیہ صلوٰۃ فائتة و اذنی بالكفارة یعطی لكل صلوٰۃ نصف صاع من بؤکا لفظاً“

اگر اس نے قضا شدہ نمازوں کے کفارے کی وصیت کی ہو تو ہر فوت شدہ نماز کے عوض میں فطرے کے مانند نصف صاع گندم ہے

دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض فقہاء نے جس اسقاط کا ذکر کیا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ مرنے والے کے جتنے روزے اور نمازیں بر بنائے عذر قضا ہوئی ہیں۔ ان سب کا حساب لگا کر ہر نماز اور ہر روزے کے بدلے میں دو دو سیر، یا پونے دو دو سیر غلہ فقراء مستحقین میں تقسیم کیا جائے لیکن موجودہ زمانے میں جو قرآن مجید یا اُس کے ساتھ تھوڑی سی نقدی یا غلے کی پوٹلی وغیرہ لکھ دی جاتی ہے

اور اس کو دائرے میں گھمایا جاتا ہے اس کا ثبوت کہیں سے نہیں ملتا۔ یہ تو کتاب اللہ کی بھی ترمیم ہے اور اس پر اس ذبیحے کا بھی اطلاق نہیں ہو سکتا جو حدیث میں یا فقہ میں مذکور ہے۔

علامہ شامی نے اپنی اس بحث میں اپنے ایک رسالے کا بھی ذکر کیا ہے جس کا نام "شفاء العلیل فی بطلان الوصیة بالختومات والتھالیل" ہے اور اس کا نام ہی یہ ظاہر کر رہا ہے کہ مرنے والے کے لیے جو اسقاط کے طور پر مروج ختم یا ذکر اذکار کرتے ہیں۔ علامہ شامی نے اپنے رسالے میں اس فعل کا باطل ہونا ثابت کیا ہے۔ اس بحث میں ذرا آگے وہ پھر ایک عنوان "مطلب فی بطلان الوصیة بالختومات والتھالیل" قائم فرماتے ہیں اور اس کے تحت لکھتے ہیں: "و ظہر حال وصایا اہل زماننا، فان الواحد منهم یكون فی ذمته صلوة كثيرة وغیرها من زکاة و اصاب و ایام و یومی لذلك بدر اھم سیرة ویجعل معظم وصیة لقراءة الختومات والتھالیل التي نص علماءنا علی عدم صحة الوصیة بها وان القراءة لشی من الدنیالاجوز، وان الآخذ والمعطى اثمان لان ذلك لیشبه الاستجار علی القراءة، ونفس الاستجار علیها لا یجوز، فكذا ما شہ كما صرح بذلك فی عدة کتب من مشاہیر کتب المذہب وانما اقی المناخرون بجواز الاستجار علی تعلیم القرآن لا علی التلاوة وعلتہ بالضرورة وهی خوف ضیاع القرآن او لاضرورة فی جواز الاستجار علی التلاوة كما اوضحت ذلك فی شفاء العلیل"

ترجمہ :- ہمارے اہل زمانہ جو وصیت کرتے ہیں اس کا حال میری بحث سے ظاہر ہو گیا۔ ان مرنے والوں میں بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ذمے بہت سی نمازیں، زکوٰۃ، قربانیاں اور قسموں کے کفارے وغیرہ ہوتے ہیں۔ اور وہ اس کفارے کے لیے چند پیسوں کی وصیت کر دیتے ہیں۔ آج کل کے زمانے میں تو یہ وصیت بھی مفقود ہے، اور وہ اپنی وصیت میں زیادہ تر یہ کہتا ہے کہ ختم پڑھے جائیں۔ اللہ کا ذکر ہو۔ حالانکہ ہمارے علمائے نے اس طرح کی وصیت کی عدم صحت قطعی طور پر بیان کی ہے اور دنیا کے لالچ میں قرأت کرنا جائز ہی نہیں ہے۔ اور یہ دنیوی مال لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہیں کیونکہ یہ قرآن پر اجرت کے مشابہ ہے۔ حالانکہ اس طرح کی اجرت فی نفسہ جائز نہیں ہے۔ تو جو اس سے مشابہ چیز ہوگی